سوال

رکوع سے اٹھنے کی تسبیح السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ امام رکوع سے اٹھتے وقت صرف تسمیع پڑھے یا تحمید بھی پڑھے گا؟

جواب

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مقتدی اورامام دونوں ہی تسمیع بھی پڑھیں گے اور تحمید بھی، سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں: «أن رسول الله صلی الله علیه وسلم رکب فرسا، فصرع عنه فجحش شقه الأیمن، فصلی صلاة من الصلوات وهو قاعد، فصلینا وراءه قعودا، فلما انصرف قال: "إنما جعل الإمام لیؤتم به، فإذا صلی قائما، فصلوا قیاما، فإذا رکع، فارکعوا وإذا رفع، فارفعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، فقولوا: ربنا ولك الحمد......... الحدیث» (بخاری، کتاب الآذان باب انما جعل الامام لیؤتم به (٦٨٩) ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس گرگئے جس کے نتیجے میں آپ ﷺ کا دائیاں حصہ زخمی ہوگیا۔ تو آپ ﷺ نے نمازوں میں کوئی ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی تو ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز ادا کی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یقیناً امام صرف اقتداء کیے جانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ لہٰذا جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اُٹھالے تو تم رکوع سے سر کو اُٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو...الخ اس حدیث میں مقتدی کو تسمیع (یعنی سمع اللہ لمن حمدہ) سے روکنے والی کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تو مقتدی کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اپنے امام کی اقتداء کرے اور امام سے سبقت نہ لے جائے اور یہ کہ وہ امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لینے کے بعد ربنا لک الحمد کہے اور مقتدی کو تسمیع سے منع نہیں کیا ہے لیکن اس کا ذکر تک بھی نہیں فرمایا اور اصول میں یہ بات مسلمہ ہے کہ عدم ذکر، عدم ثبوت کو مستلزم نہیں۔ البتہ تسمیع کے مقتدی کے لیے مشروع ہونے کے کئی ایک دلائل موجود ہیں ان میں سے ایک حدیث عبداللہ بن عمرؓ والی ہے جسے بخاری نے روایت کیا ہے وہ یوں ہے: «أن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما، قال: "رأیت النبی صلی الله علیه وسلم افتتح التکبیر فی الصلاة، فرفع یدیه حین یکبر حتی یجعلهما حذو منکبیه، وإذا کبر للرکوع فعل مثله، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، فعل مثله، وقال: ربنا ولك الحمد، ولا یفعل ذلك حین یسجد، ولا حین یرفع رأسه من السجود» (بخاری، کتاب الاذان، باب الی این یرفع یدیه (٧٣٨) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہہ کر نماز کا آغاز فرمایا اور جب تکبیر کہی تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اُٹھایا اور جب رکوع کیا تو پھر اسی طرح (ہاتھوں کو بلند) کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو اسی طرح کیا اور ربنا ولک الحمد کہا اور یہ (ہاتھوں کو بلند کرنا) آپ ﷺ نے سجدوں میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے نہ کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ تسمیع و تحمید دونوں ہی کہا کرتے تھے اور یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر تو امام ہوتے تھے اور آپ ﷺ نے جبریل (١) اور عبدالرحمن بن عوفؓ (٢) کی اقتداء میں بھی نماز ادا کی ہے۔ اور یہ حدیث مطلق ہونے کی وجہ سے امام، منفرد اور مقتدی تینوں کے لیے تسمیع و تحمید کہنے پر دلالت کرتی ہے۔ امام شوکانی طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں: "جو اس بات کے قائل ہیں کہ تسمیع و تحمید کو ہر نمازی کہے گا وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ دعویٰ سے زیادہ خاص ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی امامت والی نماز کا بیان ہے جیسا کہ اکثر ہوتا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ: "ایسے نماز پڑھو جیسا کہ مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو" اس اختصاص کی نفی کرتا ہے کہ یہ امام کے لیے ہی خاص ہے (یعنی تسمیع و تحمید کو جمع کرنا) اور وہ اس بات سے بھی دلیل پکڑتے ہیں جس کو طحاوی اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ منفرد (تسمیع و تحمید کو) جمع کرے گا، اور طحاوی نے اسی بات کو امام کے تسبیح و تحمید کو جمع کرنے کے لیے بھی حجت بنایا ہے تو مقتدی بھی اس میں شامل ہو جائے گا، کیونکہ اصول یہ ہے کہ نماز میں جو کام مشروع ہے وہ تینوں (امام، مقتدی، منفرد) کے لیے برابر طور پر مشروع ہے، ہاں مگر شریعت جس کو مستثنیٰ کردے۔" (نیل الأوطار للشوکانی، ٢/٢٧٨) اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "امام، مقتدی اور منفرد تینوں ہی رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہیں گے اور جب کہنے والا تسمیع سے فارغ ہوگا تو ساتھ ہی ربنا لک الحمد بھی کہے گا۔

(کتاب الأم للشافعی، ۱/۱۱۰) مذکورہ بالا دلیل میں یہ بات معلوم ہوئی کہ تسمیع و تحمید، امام، مأموم اور منفرد سب کے لیے مشروع ہیں۔ رہا یہ سوال کہ اگر مقتدی تسمیع و تحمید (سمع اللہ لمن حمدہ) نہ کہے تو کیا حرج ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تینوں (امام، مقتدی، منفرد) میں سے جو کوئی بھی تسمیع کو ترک کرے گا اس کی نماز میں نقص (کمی) واقع ہوگا۔ جیسا کہ مسیٔ الصلاۃ والی حدیث میں ہے: «فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "إنہ لا تتم صلاۃ لأحد من الناس حتی یتوضأ، فیضع الوضوء - یعنی مواضعہ - ثم یکبر، ویحمد اللہ جل وعز، ویثنی علیہ، ویقرأ بما تیسر من القرآن، ثم یقول: اللہ أکبر، ثم یرکع حتی تطمئن مفاصلہ، ثم یقول: سمع اللہ لمن حمدہ حتی یستوی قائما، ثم یقول: اللہ أکبر، ثم یسجد حتی تطمئن مفاصلہ، ثم یقول: اللہ أکبر، ویرفع رأسہ حتی یستوی قاعدا، ثم یقول: اللہ أکبر، ثم یسجد حتی تطمئن مفاصلہ، ثم یرفع رأسہ فیکبر، فإذا فعل ذلک فقد تمت صلاتہ" (ابو داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود (۸۵۶) وفی روایۃ لہ: فاذا فعلت فقد تمت صلاتک وما انتقص من ہذا شیئا فانما انتقصتہ من صلاتک (حوالۃ سابقۃ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے کسی کی بھی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اچھی طرح وضو نہ کرلے اور پھر تکبیر کہے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے اور قرآن سے جو میسر آئے پڑھے، پھر وہ اللہ اکبر کہے پھر رکوع کرے حتی کہ اس کے جوڑ اطمینان میں آجائیں پھر وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے حتی کہ برابر طور پر (سیدھا) کھڑا ہوجائے پھر اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے حتی کہ اس کے جوڑ اطمینان میں آجائیں، پھر اللہ اکبر کہے اور اپنے سر کو اٹھائے حتی کہ برابر ہوکر بیٹھ جائے پھر اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے حتی کہ اس کے جوڑ مطمئن ہوجائیں پھر اپنے سر کو اٹھائے اور تکبیر کہے تو پس جب وہ یہ کام کرلے گا، تب اس کی نماز مکمل ہوگی۔ ابو داوٗد ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا) پس جب تو یہ کرلے گا تو تیری نماز مکمل ہوگی اور ان میں سے تو جس کو بھی چھوڑے گا تو تیری نماز میں نقص رہ جائے گا۔" امام ابن حزم الظاہری نے اسی حدیث کی روشنی میں ہی فرمایا ہے: "رکوع کے بعد کا قیام قدرت پانے والے پر فرض ہے حتی کہ وہ اعتدال کے ساتھ کھڑا ہوجائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہنا رکوع سے اٹھتے ہوئے ہر نمازی پر فرض ہے خواہ وہ امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد، نماز کی تکمیل اس کے بغیر نہیں ہے۔ (محلی ابن حزم ۳/۲۵۵) اور ابن حزم کی بات بالکل درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: "لوگوں میں سے کسی کی بھی نماز مکمل نہیں" خواہ وہ امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد، مطلق طور پر نماز کی نفی فرمائی ہے۔ لہٰذا جب تک کوئی بھ سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے گا اس کی نماز مکمل نہیں ہوگی اور پھر آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا: «وما انتقص من ہذا شیئا فانما انتقصتہ من صلاتک» نماز کے ترک تسمیع کی بنا پر ناقص ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ جن چیزوں کو رسول اللہ ﷺ نے شمار کیا ہے تسمیع بھی ان میں شامل ہے۔ «فقولوا ربنا ولک الحمد» کا معنیٰ: ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد» "جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو" لہٰذا امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے کیونکہ یہ عبارت تقسیم کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک عمل امام کے لیے ہے اور دوسرا مقتدی کے لیے۔ لیکن یہ قول باطل ہے کیونکہ اس حدیث میں امام کے لیے تحمید اور مقتدی کے لیے تسمیع کا ذکر ہی نہیں کہ امام تحمید اور مقتدی تسمیع نہ کہے اور اصول میں یہ بات مسلمہ ہے کہ عدم ذکر عدم ثبوت کو مستلزم نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «ولا حجۃ لہم فیہ لانہ امر بان یقول اللہم ربنا لک الحمد ونحن نقولہ فاما اذا قال معہ غیرہ فلیس بمذکور فی ہذا الخبر» (مختصر خلافیات للبیہقی ۱/۳۹۳) مذکورہ بالا بحث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تسمیع و تحمید امام و مأموم و منفرد تینوں کے لیے لازمی و ضروری ہے اور دونوں میں سے کسی بھی چیز کا ترک تینوں کی نماز میں کمی پیدا کردیتا ہے۔ اور جو مقتدی کو تسمیع نہ کہنے کا فتویٰ دیتا ہے اس نے پاس فقولوا ربنا لک الحمد والی حدیث کے سوا اور کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ دلیل بھی ان کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مقتدی کو "تحمید" کا حکم تو دیا ہے لیکن "تسمیع" سے منع نہیں فرمایا۔ اور اصول کی دنیا میں یہ بات مسلمہ ہے کہ عدم ذکر عدم ثبوت کو مستلزم نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے مقتدی کے لیے ترک تسمیع پر استدلال کرنا باطل ہے۔ جبکہ دیگر روایات سے مقتدی کے لیے تحمید و تسمیع کہنا ثابت ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ